ﷺ نے فرمایا "**المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه**" (بخاری مع الفتح: ۱/۵۳) "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہے" اب فیصلہ خود کریں۔ اس کے مفہوم سے ہم یہی اخذ کر سکتے ہیں کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ نہ ہو، وہ شناختی کارڈ کی حد تک تو مسلمان ہو سکتا ہے، لیکن اصل مسلمان نہیں ہے، خواہ وہ پنجگانہ نمازیں بھی پڑھتا ہو، روزے بھی رکھتا ہو، ہر سال حج بھی کرتا ہو۔ لیکن آج کیا ہے کہ مسلمانوں کے حقوق مارنے والے اسلام کے ٹھیکیدار بنے دندناتے پھرتے ہیں۔ اور یہ ڈاکو اور حرام خوری کرنے والے ہر جگہ معزز سمجھے جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**كل المسلم على المسلم حرام دمه و عرضه وماله**" (بخاری مع الفتح: ۱۰/۵۶۹) "کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے مسلمان کا خون بہائے، اسکے مال یا عزت پر ہاتھ اٹھائے لیکن افسوس! یہ عزتوں کے ڈاکو اس دور میں اپنے دجل وفریب کے ذریعے اپنے شیطانی عزائم کو پورا کرنے کے لئے بہت سے سادہ لوح عوام کے مال وعزت پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں، لیکن عالم اسلام میں کوئی ابن قاسم نہیں جو ان بے چارے مظلوموں کو پنجۂ ظالم سے چھڑائے، اور ان ظالم بد روحوں کو کیفر کردار تک پہنچا کر ظلم کا بدلہ چکائے۔ اس وقت ہر جگہ اور ہر شعبہ زندگی میں ڈاکوؤں کی فوج ہتھیاروں سے لیس کھڑی ہے اور پوری قوم کسی محافظ کی تلاش میں ہے جو ان ظالموں سے انہیں نجات دلائے۔

القاب مشاهير

- حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو نجی الله کہتے ہیں۔
- حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو خلیل الله کہتے ہیں۔
- حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کو ذبیح الله کہتے ہیں۔
- حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو کلیم الله کہتے ہیں۔
- حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کو خليفة الله کہتے ہیں۔
- حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو روح الله کہتے ہیں۔
- حضرت محمد علیہ الصلاۃ والسلام کو خليل الله بھی کہتے ہیں۔
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صديق کہتے ہیں۔
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق کہتے ہیں۔
- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غنی کہتے ہیں۔
- حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حيدر کہتے ہیں۔

[سليم هلالى بن الحيدرى]

قسط ثالث

استسقاء کے آداب واحکام

عبدالوہاب خان

۱۔ نماز استسقاء کی شرعی حیثیت:

امام ابن حجر کہتے ہیں کہ تمام بلاد اسلامیہ کے فقہاء کرام رحمة الله عليهم اجمعين کا اتفاق ہے کہ نماز استسقاء ایک شرعی مسئلہ ہے اور اس نماز میں دو رکعتیں ہیں۔ (فتح الباری ۲/۵۷۱)

شیخ عبدالعزیز المحمد نے کہا ہے کہ نماز استسقاء سنت مؤکدہ ہے اور یہ انفرادی بھی پڑھی جاسکتی ہے لیکن باجماعت پڑھنا افضل ہے۔ اور اس نماز کا سبب بارش و برف کی کمی اور کنوؤں اور چشموں کا پانی گہرائی میں اتر جانا ہے۔ (اتحاف المسلمين بما تيسر من احكام الدين ۱/۴۲۸)

امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہے کہ باہر نکل کر دعا کی جائے، لیکن ان سے نماز کا کوئی ذکر منقول نہیں۔ (جامع الترمذی ۲/۴۴۶، فتح الباری ۲/۵۷۱)

ھدایہ کے الفاظ "روی عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انه استسقیٰ ولم يروعنه صلاة" پر امام زیلعی نے رد کرتے ہوئے فرمایا ہے "کسی بھی حدیث میں یہ وضاحت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائے استسقاء کی ہو لیکن نماز نہ پڑھی ہو۔ اس بارے میں زیادہ سے زیادہ اتنا ہے کہ بعض روایات میں دعائے استسقاء کا ذکر ہے نماز کا ذکر نہیں۔ لہذا یہ کہنا درست نہیں کہ نماز استسقاء کی روایت نہیں ہے۔ (نصب الراية ۲/۲۳۸)

۲۔ نماز استسقاء کا وقت:

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا: حدثنا هارون بن سعيد الايلى (ثقة) حدثنا خالد بن نزار (صدوق يخطئ) حدثنى القاسم بن مبرور (صدوق فقيه) عن يونس (وهو ابن يزيد ثقة له اخطاء) عن هشام بن عروة (ثقة فقيه) عن ابيه (ثقة فقيه) عن عائشة رضى الله عنها قالت **"شكا الناس الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قحوط المطر، فامر بمنبر فوضع له فى المصلى و وعد الناس يوما يخرجون فيه، فخرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حين بدا حاجب الشمس فقعد على المنبر فكبر و حمد الله عز و جل. .."** قال ابوداود: غريب اسناده جيد

"لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عیدگاہ میں منبر رکھنے کا حکم دیا اور لوگوں کے عیدگاہ کی طرف نکلنے کے لئے دن مقرر فرمایا، پھر اس روز جب سورج طلوع ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور تکبیر پڑھی، اور اللہ عزوجل کی حمد بیان فرمائی (سنن ابی داود ۱/۶۹۲)

امام ابن حجر کہتے ہیں کہ امام ابن المنذرؒ نے نماز استسقاء کے وقت کے بارے میں علماء کا اختلاف نقل کیا ہے۔ ابن

رشد کہتے ہیں کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے نزدیک نماز استسقاء کا وقت سورج کا زوال ہے۔ (بداية المجتهد ۱/ ۳۰٤) لیکن بقول ابن حجر اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے اگر چہ اس کے اکثر احکام نماز عید کی طرح ہیں۔

ابن قدامة نے علماء کا اجماع نقل کیا ہے کہ یہ نماز اوقات مکروہہ میں نہیں پڑھی جائے گی۔

ابن حبان کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عیدگاہ میں نماز استسقاء پڑھنا رمضان ۶ ہجری کا واقعہ ہے۔ (فتح الباری ۲/ ۵۸۰)

ترجیح: نماز استسقاء کا وقت سورج نکلنے کے بعد ہی راجح ہے کیونکہ:

(۱) مذکورہ بالا حدیث تقریباً حسن درجے کی ہے جسے ابوداؤد نے **اسناده جید** قرار دیا ہے' اس میں یہی صراحت ہے۔

(۲) ابن عباس کی روایت "کما یصلی فی العید" اسی کی تائید کرتی ہے۔

(۳) اس کے مدمقابل اور کوئی روایت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۳۔ نماز استسقاء کے لئے اذان و اقامت:

خرج عبدالله بن يزيد الانصاري و خرج معه البراء بن عازب و زيد بن ارقم رضى الله عنهم فاستسقى فقام بهم على رجليه على غير منبر فاستغفرثم صلى ركعتين يجهر بالقراءة ولم يؤذن ولم يقم۔

حضرت عبداللہ بن یزید الانصاری' حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم کے ساتھ نکلے اور نماز استسقاء پڑھی' منبر کے بغیر زمین پر کھڑے ہو کر تو بہ استغفار کیا پھر دو رکعت نماز پڑھائی' قراءت جہری کی' نہ اذان دی اور نہ اقامت کہی۔ (بخاری مع الفتح ۲/ ۵۹۵)

عبداللہ بن یزید بن زید بن حصین الانصاری الخطمی رضي الله عنهما چھوٹے صحابی ہیں۔ یہ عبداللہ بن الزبیر رضی الله عنهما کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا۔ جو مختار ثقفی کی تحریک برپا ہونے تک قائم رہا۔ (فتح الباری ۲/ ۵۹٦، تهذيب التهذيب ٦/ ٧٨)

ابن حجر نے ابن بطال سے اس مسئلے پر اجماع نقل کیا ہے کہ استسقاء کی نماز میں اذان اور اقامت نہیں کہی جائے گی۔ (فتح الباری ۲/ ۵۹٦)

امام نووی نے کہا کہ فقہاء اسلام نے اجماع کیا ہے کہ اس کے لئے اذان اور اقامت نہیں پڑھی جائے گی۔ لیکن یہ مستحب ہے کہ ''الصلاة جامعة'' یعنی ''نماز کی جماعت قائم ہونے والی ہے۔'' کا اعلان کر دیا جائے۔ (شرح نووی ٦/ ١٨٩)

۴۔ نماز استسقاء کے لئے عیدگاہ میں منبر لے جانے کا مسئلہ

صحیح بخاری کی مذکورہ بالا روایت میں تین صحابہ کرامؓ کا عمل ہے کہ عیدگاہ میں منبر نہیں لے گئے بلکہ زمین پر کھڑے ہو کر استغفار وغیرہ کیا۔ یہ منبر کے عدم وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ جبکہ سنن ابی داؤد کی ذکر شدہ حسن حدیث میں نماز استسقاء کے لئے عیدگاہ میں منبر لے جانے کا حکم وارد ہوا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا ہے۔

لہذا اس مسئلے میں گنجائش ہے۔اور مناسب یہ ہے کہ عیدگاہ میں لوگوں کی کثرت کی وجہ سے منبر کی ضرورت محسوس ہو تو لے جانا چاہیے۔ورنہ منبر کے بغیر بھی استسقاء میں کوئی کراہت نہیں۔واللہ اعلم۔

ہاں خطبۂ جمعہ کے دوران دعائے استسقاء تو منبر پر کرنا متفق علیہ حدیث سے ثابت ہے۔(بخاری مع الفتح ٢/٥٨١' مسلم مع النووی ٦/١٩١)

۵۔ خطبۂ استسقاء کی شرعی حیثیت:

فی حدیث ابن عباس: "ولم یخطب خطبتکم ھذہ' ولکن لم یزل فی الدعاء والتضرع والتکبیر ثم صلی رکعتین کما یصلی فی العید" (ابوداود١/٦٨٩' ترمذی٢/٤٤٥' نسائی ٣/١٥٦' ابن ماجہ ١/٤٠٣) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے ان خطبوں کی طرح خطبہ ارشاد نہیں فرمایا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا میں گڑگڑاتے اور اللہ کی بڑائی بیان فرماتے رہے۔پھر عید کی طرح دو رکعت نماز پڑھی۔''

اس حدیث پاک کی روشنی میں خطبہ استسقاء کی شرعی حیثیت کے متعلق علماء کا اختلاف ہے:

(۱) جمہور علماء وفقہاء کے نزدیک یہ خطبہ مسنون ہے یہ امام مالک اور شافعی کا مذہب ہے اور امام احمد سے ایک روایت بھی ہے امام ابو یوسف اور محمد کا مذہب بھی یہی ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہ اور ہادی کے نزدیک یہ خطبہ مسنون نہیں ہے اور امام احمد سے بھی ایک روایت میں یہی منقول ہے۔ انہوں نے حدیث کے الفاظ''ولم یخطب...'' سے استدلال کیا ہے۔(سبل السلام ٢/١٠٣' شرح نووی ٦/١٨٩' نصب الرایة ٢/٢٤٢' تحفة الاحوذی ٣/١٣٤)

ترجیح: اس مسئلے میں جمہور علماء کا قول راجح ہے۔

امام زیلعی نے کہا کہ ابن عباس نے خطبے کی اس نوعیت کا انکار کیا ہے جنس خطبہ کا نہیں۔(نصب الرایة ٢/٢٤٢)

مبارکپوری کہتے ہیں کہ یہ نفی قید (خطبتکم ھذہ) کی ہے' مقید (خطبہ) کی نہیں۔

نیز متعدد احادیث سے خطبہ کا واضح ثبوت ملتا ہے۔(تحفة الاحوذی ٣/١٣٤)

۶۔ خطبہ ایک ہونا چاہئے یا دو:

(۱) جمہور علماء کے نزدیک استسقاء میں صرف ایک خطبہ مسنون ہے۔

(۲) امام شافعی اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک دو خطبے مسنون ہیں۔(شرح نووی ٦/١٨٨' نصب الرایة٢٤٢)

امام زیلعی نے امام محمد کے قول پر رد کرتے ہوئے کہا"ولم اجد له شاهدا" (نصب الرایة)

غالباً دو خطبوں کے قائلین کا شاہد حدیث ابن عباس میں "کما یصلی فی العید" ہے۔

ترجیح: اس مسئلے میں ایک خطبہ کا مسنون ہونا زیادہ صحیح لگتا ہے۔امام زیلعی نے''فلم یخطب خطبتکم ھذہ'' کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کی طرح دو خطبے نہیں دیئے بلکہ ایک ہی خطبہ ارشاد فرمایا۔(نصب الرایة ٢/٢٤٢)

عبدالرحمن مبارکپوری نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے (تحفة الاحوذی ٣/١٣٤) نیز احادیث میں خطبۂ استسقاء کا

ثبوت ہے (مثلاً حدیث عائشہ ابوداؤد ١/٦٩٢) لیکن کہیں بھی دو خطبوں کا ذکر نہیں۔ واللہ اعلم

۷۔ خطبہ نماز سے پہلے ہوگا یا بعد میں؟

(١) امام شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک خطبہ نماز استسقاء کے بعد ہے۔ امام مالک پہلے تقدیم خطبہ کے قائل تھے، پھر انہوں نے جمہور کے قول کی طرف رجوع کیا۔

امام قرطبی نے کہا کہ نماز خطبہ سے قبل پڑھنی بہتر ہے کیونکہ حدیث ابن عباس ''كما يصلي في العيد'' سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ نیز طلب حاجت سے قبل ادائیگی نماز بطور وسیلہ عمل صالح کے زیادہ مناسب ہے۔ (فتح الباری ٢/٥٨٠)

تقدیم نماز کے دلائل:

(١) عن عبدالله بن زيد المازني خرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى المصلى فاستسقى وحول رداء ه حين استقبل القبلة. (موطا برواية الليثي صفحه ٩٤)

زاد اسحاق بن عيسى الطباع (صدوق من التاسعة) عن مالك: أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بدأ في الاستسقاء بالصلاة قبل الخطبة (التمهيد ١٧/١٦٧، مسند احمد ٤/٤١) ''عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز استسقاء پہلے پڑھی پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔''

(٢) وعنه أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خرج بالناس يستسقى فصلى بهم ركعتين جهر بالقراء ة فيهما وحول رداء ه ورفع يديه فدعا واستسقى واستقبل القبلة. (ابوداود ٢/٦٨٦، ترمذى ٢/٤٤٢ وقال حسن صحيح)

انہی صحابی کا بیان ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو لے کر استسقاء کے لئے نکلے تب انہیں دو رکعت نماز پڑھائی جس میں قراءت جہراً پڑھی اور اپنی چادر کو پلٹایا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور بارش کی دعا کی اور قبلہ کی طرف رخ کیا۔''

اس روایت میں نماز پہلے پڑھنے کا مسئلہ صریح نہیں ہے، کیونکہ اس میں حرف عطف [واو] استعمال ہوا ہے۔ جبکہ انہی صحابی سے تقدیم خطبہ کی صریح اور متفق علیہ روایت آگے آرہی ہے۔

(٣) عن ابى هريرة قال "خرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوما يستسقى فصلى بنا ركعتين بلا أذان ولا اقامة ثم خطبنا ودعا الله عزوجل...." (ابن ماجه ١/٤٠٣)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز استسقاء کے لئے نکلے پھر بغیر اذان اور اقامت کے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر ہمیں خطبہ دیا اور اللہ پاک سے دعا مانگی....''

فتح الباری کے حاشیے پر شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کو امام احمد نے حسن سند سے روایت کیا ہے۔ اور دونوں طرح کی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقدیم خطبہ اور تقدیم نماز دونوں جائز ہیں، واللہ اعلم۔ (٢/٥٨٠)

تقدیم خطبہ کے دلائل:

(۱) عن عبدالله بن زید المازنی ان النبی صلی الله علیه وسلم خرج الی المصلی فاستسقی فاستقبل القبلة وقلب رداء ہ فصلی رکعتین۔ (بخاری مع الفتح ۲ /۵۷۸)
"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ تشریف لے گئے اور بارش کی دعا مانگی' قبلہ کی طرف رخ کیا اور چادر پلٹائی پھر دو رکعتیں نماز پڑھائی۔"

دوسری روایت میں "فتوجه الی القبلة یدعو وحول رداء ہ ثم صلی رکعتین" (صحیح بخاری ۲ /۵۹۷' صحیح مسلم ۶ /۱۸۹' ابوداود ۱ /۶۸۷' نسائی ۳ /۱۵۷' ۱۶۳)
"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استسقاء کیا تو قبلہ رخ ہو کر دعا فرمائی اور اپنی چادر پلٹائی اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی۔"

(۲) عن ابن عباس قال خرج رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم متبذلا متواضعا متضرعا حتی اتی المصلی فرقی علی المنبر ولم یخطب خطبکم هذه ولکن لم یزل فی الدعاء والتضرع والتکبیر ثم صلی رکعتین کما یصلی فی العید۔ (ابوداود ۱ /۶۸۸)
وفی روایة النسائی "فصلی رکعتین" (۳ /۱۵۶)
وفی روایة النسائی والترمذی "وصلی رکعتین" وقال حسن صحیح (نسائی ۳ /۱۵۶' ترمذی ۲ /۴۴۵) عبداللہ بن عباس کہتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سادہ لباس میں' انکساری کے ساتھ' گڑگڑا کر دعا مانگتے ہوئے عیدگاہ تشریف لائے پھر منبر پر چڑھے اور تمہارے خطبوں کی طرح خطبہ نہیں دیا' بلکہ آپ مسلسل دعا میں گڑگڑاتے اور اللہ کی بڑائی بیان کرتے رہے۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی جس طرح عید میں پڑھی جاتی ہے۔"
دوسری روایت میں ہے "پھر عید کی طرح دو رکعت نماز پڑھی۔" یہ دونوں روایتیں تقدیم خطبہ ظاہر کرتی ہیں۔ تیسری روایت میں ہے: "اور دو رکعت نماز پڑھی۔"

(۳) قالت عائشة رضی الله عنها خرج رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حین بدا حاجب الشمس فقعد علی المنبر فکبر وحمد الله عزوجل ثم قال "انکم شکوتم جدب دیارکم ....ثم اقبل علی الناس ونزل فصلی رکعتین۔" (ابوداود ۱ /۶۹۲۔۶۹۳ وقال غریب اسناده جید) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ میں آ کر منبر پر بیٹھ گئے اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا (خطبہ آگے مذکور ہے) اور منبر سے نیچے تشریف لائے پھر دو رکعت نماز پڑھی۔"

(۴) خرج عبدالله بن یزید الانصاری و خرج معه البراء بن عازب و زید بن ارقم فاستسقی فقام بهم علی رجلیه علی غیر منبر فاستغفر ثم صلی رکعتین....(بخاری مع الفتح ۲ /۵۹۵) عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ منبر کے بغیر کھڑے ہو کر استغفار کرتے رہے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی۔ ان کے ساتھ براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔